© rasailojaraid.com

اقبال کا مثالی نظام ـــ اشتراکیت یا سرمایہ داری؟

چونکہ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں متعدد مقامات پر سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف اشتراکیت کی جدوجہد کی تعریف کی تھی اس لیے بہت سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اقبال کا مثالی اور مطلوبہ نظام اشتراکیت ہے۔ ۱۹۳۷ء میں پروفیسر آل احمد سرور نے علامہ اقبال کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا جس میں بعض دیگر مسائل کے علاوہ اشتراکیت اور فاشزم کے متعلق استفسار کیا گیا تھا۔ علامہ نے ۱۲ مارچ ۱۹۳۷ئہ کو ایک خط میں جو جواب مرحمت فرمایا اس کا متعلقہ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

"میرے نزدیک فاشزم، کمیونزم یا زمانہ حال کے اور ازم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ میرے عقیدے کی رُو سے صرف اسلام ہی ایک حقیقت ہے جو بنی نوع انسان کے لیے ہر نقطۂ نگاہ سے موجب نجات ہو سکتی ہے۔ میرے کلام پر ناقدانہ نظر ڈالنے سے پہلے حقائق اسلامیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ اگر آپ پورے غور اور توجہ سے یہ مطالعہ کریں تو ممکن ہے کہ آپ انہی نتائج تک پہنچیں جن تک میں پہنچا ہوں۔ اس صورت میں غالباً آپ کے شکوک تمام کے تمام رفع ہو جائیں۔ یہ ممکن ہے کہ آپ کا VIEW مجھ سے مختلف ہو یا آپ خود دین اسلام کے حقائق کو ہی ناقص تصور کریں۔ اس دوسری صورت میں دوستانہ بحث ہو سکتی ہے جس کا نتیجہ معلوم نہیں کیا ہے۔" [۱]

27

علامہ اقبال کے اس واضح اعلان کے باوجود بعض لوگ آج تک اقبال کے عقیدہ اسلام پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرح اسے سوشلزم اور کمیونزم کا حامی اور علمبردار ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں مثلاً حنیف رامے صاحب اپنے ایک مضمون "اقبال اور سوشلزم" میں لکھتے ہیں:۔

"انہیں (اقبال کو) یہ بھی احساس تھا کہ ہماری سرحدوں کے قریب ہی سوشلزم کا جو تجربہ ہو رہا تھا

---

[۱] اقبال نامہ (مجموعہ مکاتیب اقبال) حصہ دوم مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم اے صفحہ ۲۱۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے غریبی اور مفلسی کا خاطر خواہ علاج ہو سکتا تھا اور یہ علاج اپنی بنیاد میں اسلام کی روح سے ہم آہنگ تھا۔" لہ

اب یہ اندازہ کرنا کچھ دشوار نہیں کہ اقبال کے نظریہ اور اس بیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

خود مختار مسلم ریاست

۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو علامہ اقبال نے ایک خط لکھا جو تحریک آزادی کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا مالک ہے۔ اس خط میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو بتایا کہ مسلم لیگ کی کامیابی اس امر میں مضمر ہے کہ وہ ایسی آزاد مسلم ریاست کے قیام کی جدوجہد کرے جس میں عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہو سکے:

''Thank you so much for your letter which reached me in due course. I am glad to hear that you will bear in mind what I wrote to you about the changes in the Constitution and programme of the League. I have no doubt that you fully realize the gravity of the situation as far as Muslim India is concerned. The League will have to finally decide whether it will reamin a body representing the upper Classes of Indian Muslims or Muslim masses who have so far, with good reason, taken no interest in it. Personally I believe that a political organisation which gives no promise of improving the lot of the average Muslims can not attract our masses.

28

Under the new Constitution the higher posts go to the sons of upper classes; the smaller ones go to the friends or relatives of the ministers. In other matters too our political institutions have never thought of improving the

---

لہ اقبال اور سوشلزم مرتبہ حنیف رامے صفحہ ۹۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

lot of Muslim generally. The problem of bread is becoming more and more acute. The Muslim has begun to feel that he has been going down during the last 200 years. Ordinarily he believes that his poverty is due to Hindu money-landing or capitalism. The perception that it is equally due to foreign rule has not yet fully come to him. But it is bound to come. The atheistic socialism of Jawaharlal is not likely to receive such response from the Muslims. The question therefore is how is it possible to solve the problem of Muslim poverty? And the whole future of the League depends on the League's activity to solve this question. If the League can give no such promises. I am sure the Muslim masses will remain indifferent to it as before. Happily there is a solution in the enforcement of the Law of Islam and its further development in the light of modern ideas. After a long and careful study of Islamic Law I have come to the conclusion that if this system of Law is properly understood and applied at last the right to subsistence is secured to everybody. But the enforcement and development of the Shariat of Islam is impossible in this country without a free Muslim State or States. This has been my honest conviction for many years and still believe this to be the only way to solve the problem of bread for Muslims as well as to secure a peaceful India. If such a thing is impossible in India the only other alternative is a civil war which as a matter of fact has been going on

29

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

for some time in the shape of Hindu-Muslim riots. I fear that in certain parts of the Country e.g. N.W. India Palestine may be repeated. Also the insertion of Jawaharlal's socialism into the body-politic of Hinduism is likely to cause much bloodshed among the Hindues themselves. The issue between social democracy and Brahmanism is not dissimilar to the one between Brahmanism and Buddhism, whether the fate of socialism will be the same as the fate of Buddhism in India I cannot say. But it is clear to my mind that if Hinduism accepts social democracy it must necessarily cease to be Hindusism. For Islam the acceptance of social democracy in some suitable form and consistent with the legal principles of Islam is not a revolution but a return to the original purity of Islam. The modern problems therefore are far more easy to solve for the Muslims than for the Hindus. But as I have said above in order to make it possible it is necessary to redistribute the country and to provide one or more Muslim states with absolute majorities. Do not you think that the time for such a demand has already arrived? perhaps this is the best reply you can give to the atheistic socialism of Jawaharlal Nehru.

30

Anyhow I have given you my own thoughts in the hope that you will give them serious consideration either in your address or in the discussions of the coming session of the League. Muslim India hopes that at this serious juncture

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

your genious will discover some way out of our present difficulties''.

اس خط کی اہمیت کے پیش نظر اس کا وہ ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جو شیخ عطاء اللہ ایم اے نے آج سے برسوں پیشتر کیا تھا۔ جب کہ اشتراکیت وغیرہ موضوعات پر اس شدت سے بحث و مباحثہ نہیں تھا جس شدت سے آج کل ہو رہا ہے۔

"نوازش نامہ موصول ہوا جس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ یہ اطلاع کہ لیگ کے دستور و پروگرام میں جن تغیرات کی طرف میں نے آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی وہ آپ کے پیش نظر رہیں گے، موجب مسرت و اطمینان ہوئی مجھے یقین کامل ہے کہ اسلامی ہند کی نزاکت حالات کا آپ کو پورا پورا احساس ہے۔ لیگ کو انجام کار یہ فیصلہ کرنا ہی پڑے گا کہ وہ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ کی نمائندہ بنی رہے یا مسلمان عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرے جنہیں اب تک نہایت بجا طور پر لیگ میں، کوئی وجہ دلکشی نظر نہیں آئی۔ میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ کوئی سیاسی جماعت جو عام مسلمانوں کی بہبودی کی ضامن نہ ہو عوام کے لیے باعث کشش نہیں ہو سکتی۔

نئے دستور کے ماتحت بڑی بڑی اسامیاں تو اعلیٰ طبقات کے بچوں کے لیے وقف ہیں اور چھوٹی چھوٹی وزراء کے دوستوں اور رشتہ داروں کی نذر ہو جاتی ہیں۔ دوسرے اعتبارات سے بھی ہمارے سیاسی ادارات نے غریب مسلمان کی اصلاح حال کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کی۔ **31**

روٹی کا مسئلہ روز بروز شدید تر ہوتا چلا جا رہا ہے مسلمان محسوس کر رہے ہیں کہ گزشتہ دو سال سے ان کی حالت مسلسل گرتی چلی جا رہی ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ ان کے افلاس کی ذمہ داری ہندو کی ساہوکاری و سرمایہ داری پر عائد ہوتی ہے لیکن یہ احساس کہ ان کے افلاس میں غیر ملکی حکومت بھی برابر کی حصہ دار ہے۔ اگرچہ ابھی قوی نہیں ہوا لیکن یہ نظریہ بھی پوری قوت و شدت حاصل کر کے رہیگا۔

جواہر لال کی منکر خدا اشتراکیت مسلمانوں میں کوئی تاثیر پیدا نہ کر سکے گی۔ لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو افلاس سے کیونکر نجات دلائی جا سکتی ہے؟ لیگ کا مستقبل اس امر پر موقوف ہے کہ وہ

لے LETTERS OF IQBAL TO JINNAH
SHEIKH MOHAMMAD ASHRAF, LAHORE Page 17 to 19

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلمانوں کو افلاس سے نجات دلانے کیلئے کیا کوشش کرتی ہے۔ اگر لیگ کی طرف سے مسلمانوں کو افلاس کی مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش نہ کی گئی تو مسلمان عوام پہلے کی طرح اب بھی لیگ سے بے تعلق ہی رہیں گے۔

32

خوش قسمتی سے اسلامی قانون کے نفاذ میں اس مسئلہ کا حل موجود ہے اور فقہ اسلامی کا مطالعہ مقتضیاتِ حاضرہ کے پیش نظر دوسرے مسائل کا حل بھی پیش کر سکتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کے طویل و عمیق مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلامی قانون کو معقول طریق پر سمجھا اور نافذ کیا جاتے تو ہر شخص کو کم از کم معمولی معاش کی طرف سے اطمینان ہو سکتا ہے۔ ایک مصیبت تو یہ ہے کہ کسی آزاد اسلامی ریاست یا ایسی چند ریاستوں کی عدم موجودگی میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ اس ملک میں محال ہے۔ سالہا سال سے میرا یہ عقیدہ رہا ہے اور میں اب بھی اسے ہی مسلمانوں کے افلاس اور ہندوستان کے امن کا بہترین حل سمجھتا ہوں۔ اگر ہندوستان میں اس طریق کار پر عملدرآمد اور اس مقصد کا حصول ناممکن ہے تو پھر صرف ایک ہی راہ رہ جاتی ہے اور وہ خانہ جنگی ہے جو فی الحقیقت ہندو مسلم فسادات کی شکل میں کئی سالوں سے شروع ہے۔

مجھے قوی اندیشہ ہے کہ ملک کے بعض حصوں مثلاً شمال مغربی ہندوستان میں فلسطین کی سی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ جواہر لال کی اشتراکیت خود ہندوؤں میں کشت و خون کا موجب ہو گی۔ معاشرتی جمہوریت اور برہمنیت کے درمیان وجہ نزاع برہمنیت اور بدھ مت کے درمیان وجہ نزاع سے مختلف نہیں ہے۔ آیا اشتراکیت کا حشر ہندوستان میں بدھ مت کا سا ہو گا یا نہیں میں اس سے متعلق تو کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا لیکن مجھے اس قدر صاف نظر آتا ہے کہ ہندو دھرم معاشرتی جمہوریت (سوشل ڈیماکریسی) اختیار کر لیتا ہے تو خود ہندو دھرم کا خاتمہ ہے۔

اسلام کے لیے سوشل ڈیماکریسی کی کسی موزوں شکل میں ترویج جب اسے شریعت کی تائید و موافقت حاصل ہو حقیقت میں کوئی انقلاب نہیں بلکہ اسلام کی حقیقی پاکیزگی کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ مسائل حاضرہ کا حل مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے کہیں زیادہ آسان ہے لیکن جیسا اُوپر ذکر کر چکا ہوں اسلامی ہندوستان میں ان مسائل کے حل بآسانی رائج کرنے کے لیے ملک کی تقسیم کے ذریعہ ایک یا زائد اسلامی ریاستوں کا قیام اشد ضروری ہے کیا آپ کی رائے میں اس مطالبہ کا وقت نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آن پہنچا؟ شاید جواہرلال کی بے دین اشتراکیت کا آپ کے پاس یہ بہترین جواب ہے۔

بہرحال میں نے اپنے خیالات آپ کی خدمت میں اس امید پر پیش کر دیئے ہیں کہ آپ ان پر اپنے خطبہ یا لیگ کے آئندہ اجلاس کے مباحث میں پوری پوری توجہ مبذول کر سکیں۔

اسلامی ہندوستان کو اُمید ہے کہ اس نازک دَور میں آپ کی فطانت و فراست ہماری موجودہ مشکلات کا حل تجویز کر سکے گی۔" [1]

33

تبصرہ

اقبال کو اشتراکی ثابت کرنے والے اس خط کے مندرجہ ذیل جملے کو بہت استعمال کرتے ہیں:-

''For Islam the acceptance of social democracy in some suitable form and consistent with the legal principles of Islam is not a revolution but a return to the original parity of Islam''

مخصوص مفادات کے تحت جب اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے تو اس کا اہم ترین حصّہ

''Consistent with the legal principles of Islam''

قطعی نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح اصل معیار ردوقبول اور رہنما اصول "اسلام" قرار پاتا ہے نہ کہ سوشل ڈیماکریسی یا اشتراکی جمہوریت۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی چیز کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنایا یا ڈھالا جائے گا وہ اسلام ہی ہوگا۔ محترم حنیف رامے صاحب نے ماہنامہ نصرت نمبر ۱۲-۱۳ میں اس جملہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے جو ترجمانی کے اخلاقی اصول کے قطعاً خلاف ہے۔

"اسلام کے لیے اشتراکی جمہوریت کو کسی موزوں شکل میں قبول کرنا حقیقت میں اسلام سے انحراف نہیں بلکہ اسلام کی اصل پاکیزگی کی طرف لوٹنے کے مترادف ہوگا۔"

علامہ اقبال کے اس اہم مکتوب سے مندرجہ ذیل نکات اخذ ہوتے ہیں:-

---

[1] اقبال نامہ (مجموعہ مکاتیب اقبال) مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم اے حصہ دوم صفحہ ۱۳-۱۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) علامہ اقبال کی دلی خواہش تھی کہ مسلم لیگ امراء کے حلقے میں محدود نہ رہے بلکہ عوام میں بھی مقبول ہو۔

(۲) عوامی مقبولیت حاصل کرنے کے لیے مسلم لیگ کو اپنے منشور میں عام مسلمانوں کی بہبود کی ضمانت دینی چاہیے۔

(۳) انہیں رنج تھا کہ انتظامیہ کی اعلیٰ اسامیاں صرف اونچے طبقے کے بچوں کے لیے وقف ہیں اور مستحق لیکن غریب افراد ان سے محروم رہتے ہیں۔

(۴) ہندو ساہوکاروں اور ہندو مسلم سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے مسلم عوام کو بے حد مفلس بنا دیا ہے۔ اس میں برطانوی سامراجی حکومت بھی پوری طرح ان طبقوں کی پشت پناہ اور شریک کار ہے۔

(۵) اسلامی قانون کا نفاذ مسلمانوں کے افلاس اور دیگر تمام مسائل کا بہترین حل ہے جو ہر فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کی ضمانت دیتا ہے۔

(۶) اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے جداگانہ آزاد مسلم ریاست یا ریاستوں کا وجود ضروری ہے۔

(۷) ہندو مذہب چونکہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے اس مذہب کے ماننے والے عام لوگوں یا نچلے طبقوں کی فارغ البالی کا پروگرام ہندو رہتے ہوئے ہرگز نہیں اپنا سکتے۔ کیونکہ اس طرح ان کے مذہب کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

(۸) اس کے برعکس اسلام ہر فرد معاشرہ کی معاشی ضروریات کی تکمیل ضروری قرار دیتا ہے۔ اس لیے وہ اگر اشتراکی عدل اجتماعی کے تصور کو اپنا لیتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اسلام تو شروع ہی سے اس تصور کا حامی ہے۔

(۹) عہد جدید کے ہر اصول، نظریہ، نظام یا تقاضے کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پرکھا جائے گا جو چیز جس حد تک اس پر پوری اترے گی اسی حد تک اسے لے لیا جائے گا اور اس میں کوئی قباحت نہ ہوگی۔ اشتراکیت کا کوئی پہلو اگر اسلام کے مطابق ہے تو اسے بلا جھجک لے لیا جائے۔

اقبال کی جملہ تحریروں کی روشنی میں اس بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ افلاس اور دیگر تمام مسائل کا بہترین حل اسلامی نظام عدل میں مضمر ہے جو دنیا کے تمام نظاموں کی خوبیوں کا مجموعہ اور برائیوں سے مبرا ہے۔ اسلامی نظام انسان کے معاشی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اقبال کے مدعا کو سمجھنے کے لیے اس کا مختصر خاکہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۵ — کیا اسلام ایک قسم کا سوشلزم ہے؟

علّامہ اقبال نے ۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو خواجہ غلام السیدین کو ایک خط لکھا جس کے ایک جملے "اسلام خود ایک قسم کا سوشلزم ہے" کو سیاق و سباق سے کاٹ کر، سوشلزم کے پرستار اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ جو شخص اس خط کو غور سے پڑھے گا۔ اس پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ اقبال نے ایک سچے مسلمان کی طرح کارل مارکس کی مادّی تعبیر تاریخ کی پرزور تردید کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام سوشلزم پر مکمل طور پر فوقیت رکھتا ہے:۔

"سوشلزم کے معترف ہر جگہ روحانیات اور مذہب کے مخالف ہیں اور اس کو افیون تصور کرتے ہیں۔ لفظ افیون اس ضمن میں سب سے پہلے کارل مارکس نے استعمال کیا تھا۔ میں مسلمان ہوں اور انشاء اللہ مسلمان مروں گا۔ میرے نزدیک تاریخ انسانی کی مادی تعبیر سراسر غلط ہے۔ روحانیت کا میں قائل ہوں مگر روحانیت کے قرآنی مفہوم کا جس کی تشریح میں نے ان تحریروں میں جابجا کی ہے اور سب سے بڑھ کر اس فارسی مثنوی میں جو عنقریب آپ کو ملے گی۔ جو روحانیت میرے نزدیک مغضوب ہے یعنی افیونی خواص رکھتی ہے اس کی تردید میں نے جابجا کی ہے۔ باقی رہا سوشلزم، سو اسلام خود بھی ایک قسم کا سوشلزم ہے جس سے مسلم سوسائٹی نے آج تک بہت کم فائدہ اٹھایا ہے۔"[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کے نزدیک:۔

(۱) سوشلزم روحانیت کا دشمن ہے۔

(۲) وہ صرف اور صرف مسلمان ہیں۔

(۳) تاریخ کی مادی تعبیر سراسر غلط ہے۔

(۴) قرآنی تصوف و روحانیت قابل قبول ہے۔

(۵) اسلام معاشی عدل و انصاف کا علمبردار ہے۔ اس لحاظ سے اسلام اور سوشلزم کا مقصود ایک ہے لیکن اسلام اور سوشلزم کی جملہ تفصیلات بھی ہم آہنگ ہیں؟ ہرگز نہیں۔

---

[1] اقبال نامہ (مجموعہ مکاتیب اقبال) حصہ اوّل مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم اے صفحہ ۳۱۸ - ۳۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۶) لہٰذا مسلم معاشرے کو اسلام ہی کی معاشی تعلیمات سے مستفید ہونا چاہیئے۔

کارل مارکس کی مادی تعبیر تاریخ اور اقبال

36

کارل مارکس کی مادی تعبیر تاریخ سے اقبال کو اتنا شدید اختلاف کیوں ہے؟ اس سلسلہ میں ہمیں پہلے ہیگل (۲۷ اگست ۱۷۷۰ء تا ۱۸۳۱ء) کے فلسفہ تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس کے نزدیک (۱) تاریخ کا ہر دور ایک وحدت یا کل ہوتا ہے۔ اس دور میں انسان کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، عقلی، اخلاقی اور مذہبی نظریات و عقائد ایک ہی سطح پر ہوتے ہیں۔ ان سب میں اس دور کی مخصوص روح کی موجودگی سے ایک ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

(۲) جب تاریخ کا قافلہ بڑھتا ہے تو آگے چل کر خود اس عہد تاریخ کے بطن سے پرورش پا کر ایک حریف میدان عمل میں در آتا ہے۔ اس طرح قدیم و جدید افکار میں کش مکش شروع ہو جاتی ہے۔ کچھ مدت کے بعد ان میں آمیزش و امتزاج پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک نئی تہذیب عالم وجود میں آتی ہے۔ جس میں پرانی تہذیبوں کے عمدہ اور صالح عناصر برقرار رہتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔ اس عمل ارتقار کو ہیگل اپنی اصطلاح میں جدلی عمل (DIALECTIC PROCESS) قرار دیتا ہے جس میں پہلے ایک دعویٰ (THESIS) نمودار ہوتا ہے پھر اس کے مقابلے میں جواب دعویٰ (ANTI THESIS) سامنے آتا ہے اور ایک مدت تک باہمی جدل اور کش مکش کے بعد عقل کل (WORLD REASON) یا جان جہاں (WORLD SPIRIT) یا روح مطلق (ABSOLUTE SPIRIT) یا فکر مطلق یا خیال مطلق (ABSOLUTE REASON) ان کے درمیان صلح کی طرح ڈال دیتی ہے اور پھر دونوں کی اچھی یا باقی رہنے والی باتیں ملا کر ایک مرکب (SYNTH-ESIS) بنا دیتی ہے۔ بعد میں یہ مرکب خود ایک دعویٰ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جس کا جواب دعویٰ پیش آتا ہے۔ کش مکش کے بعد ان میں حسب سابق امتزاج پیدا ہوتا ہے اور یہ عمل اسی طرح جاری رہتا ہے۔ وہ اپنی کتاب فلسفہ تاریخ (THE PHILOSOPHY OF HISTORY) میں لکھتا ہے:۔

"تاریخ عالم روح مطلق کی نمائش گاہ ہے۔ جس طرح ایک بیج کی ساری خصوصیات ایک درخت اس کے پھل کے ذائقہ اور اس کی شکل و صورت میں نمایاں ہوتی ہیں۔ بعینہ روح ایک دور کے سارے مظاہر میں منعکس ہوتی ہے۔"

"بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا ایک آئینہ ہے جس پر روح مطلق (ABSOLUTE SPIRIT) اپنے

© rasailojaraid.com